ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

۲۱/۲

مجاہدہ و محاسبہ کے دس اصول

- بندہ خدا کی قسم نہ کھائے چاہے سچ ہو یا جھوٹ عمداً ہو یا بھول کر
- جھوٹ سے پرہیز کرے نہ مذاق میں جھوٹ بولے نہ سنجیدگی میں
- جہاں تک ہو سکے وعدہ خلافی نہ کرے۔
- مخلوق پر لعنت کرنے اور حقیر ترین چیز کو بھی دکھ پہنچانے سے اجتناب کرے۔
- کسی کے لیے بھی بددعا نہ کرے خواہ اس نے ظلم ہی کیا ہو۔
- اہل قبلہ میں سے کسی کے شرک، کفر اور نفاق کی قطعی شہادت نہ دے۔
- ظاہری اور باطنی گناہوں کا محاسبہ کرے۔
- اپنا بار کسی پر نہ ڈالے بلکہ دوسروں کا بار خود سنبھالے
- صرف خدا پر توکل اور بھروسہ رکھے۔
- تواضع اختیار کرے۔ تواضع سے مرتبہ کی بزرگی میں مضبوطی آتی ہے۔

(ارشادات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح)



۶۰ پیسے

۶ جون ۱۹۷۵ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

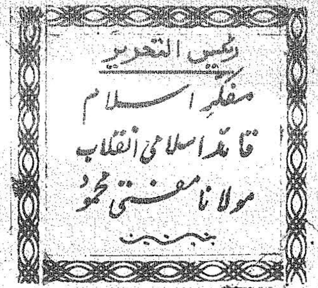
اللہ کے لیے محبت

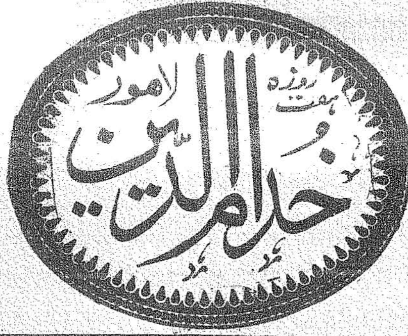
عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مِلَاکِ ھٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِہٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَخَیْرَ الْاٰخِرَۃِ۔ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ اَھْلِ الذِّکْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّکْ لِسَانَکَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰہِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰہِ یَا اَبَا رَزِیْنٍ ھَلْ شَعَرْتَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِرًا اَخَاہُ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ کُلُّھُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْہُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَکَ فِیْ ذٰلِکَ فَافْعَلْ۔

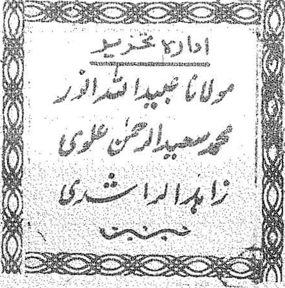
ترجمہ: حضرت ابو رزین رضؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے زندگی بسر کرنے کا اصلی طریقہ نہ بتا دوں جس سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی نصیب ہو۔ اللہ کی یاد کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو۔ اور جب تو اکیلا ہو تو جہاں تک ہو سکے اللہ کے ذکر میں زبان ہلاتا رہ۔ محبت کرے تو اللہ کے لیے کر۔ اے ابو رزین رضؓ! کیا تجھے معلوم ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر سے اس لیے نکلتا ہے کہ اپنے ایک دینی بھائی سے ملاقات کرے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہوتے کہتے ہیں کہ اے اللہ! اس نے تیرے لیے میل جول اختیار کیا ہے تو بھی اُسے اپنے ساتھ ملا لے۔ اے ابو رزین رضؓ! اگر تُو اپنے بدن سے یہ سب کام لے سکے تو ضرور لے۔“

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ انسان اللہ سے کبھی غافل نہ رہے۔ اس کے لیے اوّل تو اسے چاہیئے کہ جو لوگ اللہ کی یاد کرتے رہتے ہوں ان کی مجلسوں میں حاضر ہوا کرے اور جس وقت اکیلا ہوا کرے تو زبان سے ذکر کرتا رہے۔ محبت اور دشمنی اللہ کے لیے کرے اور آپس میں رشتہ داروں، بھائی بندوں اور اللہ والوں سے ملتا جلتا رہے میل جول کی فضیلت بیان کرنے کے لیے آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب کوئی اپنے بھائی کی زیارت کے لیے محض اللہ کے واسطے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ کہ اے خدا! اس نے تجھے راضی کرنے کے لیے یہ میل جول کیا ہے۔ اے اللہ! تو بھی اسے اکیلا نہ چھوڑ اور اس کے حال پر ہر وقت توجہ فرما، اور ہر وقت اس کے ساتھ رہ۔

یہ تمام انعام واکرام اور اجر و ثواب اس نیکی کا صلہ ہے کہ انسان اپنی دوستی اور دشمنی اللہ کی خاطر کرے۔ اللہ کریم کی رضا اور ناراضگی اس کے پیش نظر ہوں۔ دنیاوی ادنیٰ اغراض اور ذاتی پسند و ناپسند مرکز و محور نہ ہو۔







جلد ۲۱ — شمارہ ۲ | ۲۵ رجمادی الاول ۱۳۹۵ھ — ۶ رجون ۱۹۷۵ء | قیمت ۶۰ پیسے

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

خدام الدین کے ۲۰ بیس سال

حضرت الامام، قطب الاقطاب مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ اس عظیم قافلہ کے ایک بہادر، جی دار، باہمت اور قابل صد احترام رہنما تھے جنہوں نے ہر دور میں ملت مسلمہ کی بھرپور رہنمائی کی اور قوم کے اجتماعی اور ملی مسائل کے حل کے لیے مخلصانہ جدوجہد کی۔

اس کے ساتھ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس قافلہ کے ایک ایک فرد کو اس راہ میں شدید مشکلات و مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن ان ایثار پیشہ حضرات کی ثابت قدمی اور جرأت و مردانگی نے بالآخر حالات کا رُخ پلٹ دیا اور وہ شدائد و آلام کی اندھیریوں سے کامیاب و کامران ہو کر ساحل مراد پر پہنچ گئے۔

اس صورت حال کی روشنی میں حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہیں بھی ہر اس موڑ سے گزرنا پڑا جس سے گزرنا اس قافلے کی روایت رہی ہے۔

آپ کی تعلیم کا سلسلہ سندھ کے ریگزاروں سے دیوبند تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دوران حضرت شیخ الہند نور اللہ مضجعہٗ اور امام انقلاب مولانا سندھی علیہ الرحمۃ کے ساتھ قطب زمن حضرت الشاہ امروٹی اور سراج الملت والدین حضرت دین پوری علیہما الرحمۃ جیسے مربی حضرات انہیں نصیب ہوئے جن کی نگہ اثر سے وہ کندن بن گئے۔ پھر دلی کی مشہور عالم درسگاہ میں حضرت سندھیؒ کے رفیق کی حیثیت سے انہوں نے گرانقدر خدمات انجام دیں اور جب حضرت امام انقلاب حضرت شیخ الہندؒ کے سفیر کی حیثیت سے بیرون ملک تشریف لے گئے تو حضرت لاہوریؒ نے ہی تمام تر ذمہ داریاں سنبھالیں البتہ جب حضرت شیخ الہندؒ کی مشہور عالم تحریک بعض انگریز دوست اور ملت دشمن عناصر کی کرم فرمائیوں کے صدقہ ناکام ہو گئی۔ تو اس تحریک کے ایک ایک رکن پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ حضرت لاہوریؒ کو بھی اس دور ابتلا سے دوچار ہونا پڑا اور آپ کے قیمتی اثاثہ سے آپ کو محروم کر کے دلی بدر کر دیا گیا اس کے بعد شملہ، راہوں، جالندھر وغیرہ کی نظر بندیوں کے مراحل سے گزر کر آپ کو لاہور لایا گیا تو یہاں بھی قیام کی راہ میں گوناگوں مشکلات پیش آئیں۔ لیکن آپ نے توکلاً علی اللہ یہاں قیام فرمایا اور اپنے اکابر و اسلاف کی سنت کے مطابق خدمت دین میں مصروف ہو گئے۔

"خدمت" کا نام آسان لیکن اسے نبھانا بہت مشکل ہے۔ اس راہ میں بیگانوں کی مخالفت ایک طرف اپنوں کی روایتی دشمنی اس پر مستزاد تھی۔

حضرت الامام السید احمد شہید اور مجاہد اعظم السید محمد اسمٰعیل شہید قدس سرھما سے لے کر ایک ایک سامراج دشمن اور خادم دین و ملت کو جن جن طعنوں سے دوچار ہونا پڑا وہ سب کچھ آپ کو بھی سہنا پڑا۔ رسول برحق سے لے کر اولیاء امت تک کی دشمنی کا الزام لگا۔ کانگرس نوازی کی روایتی لکیر پیٹی گئی اور آپ کی کردار کشی کے لیے نام نہاد "مسلمان" بالخصوص جو کچھ کر سکتے تھے۔ انہوں نے کیا لیکن فکر ولی اللٰہی کے حامل حضرت شیخ الہندؒ کے عزیز ترین شاگرد، امام انقلابؒ کے رفیق و جانشین اور خانقاہ امروٹ و دین پور شریف کے اس تربیت یافتہ مرد قلندر و رجل رشید نے کسی بھی بات کی پرواہ کیے بغیر اپنا سفر جاری رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے دیکھتے لاہور آپ کی تبلیغ کا مرکز بن گیا اور ہر طرف سے لوگ کشاں کشاں آپ کی طرف آنے لگے۔

آپ نے عمومی، خصوصی درس قرآن مجید، مجلس ذکر اور دوسرے ذرائع سے قرآن و سنت کی خدمت کی۔ نیز آج سے ٹھیک بیس سال پہلے "خدام الدین" کے نام سے ہفتہ وار رسالہ جاری فرمایا۔

اس رسالہ نے اپنے بیس سالہ دور میں جو خدمت سرانجام دی اس کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔ قارئین خود جانتے ہیں کہ اس رسالہ نے کتنا بڑا دینی انقلاب پیدا کیا۔ برصغیر سے باہر یورپ، مشرق وسطیٰ اور دوسرے ممالک میں رسالہ معقول تعداد میں جاتا ہے زبان کی سادگی، لب و لہجہ کی متانت، ٹھوس استدلال اور دولت خلوص نے اس رسالہ کو ایک امتیازی مقام بخشا۔

ہمیں تسلیم ہے کہ بعض مواقع پر رسالہ کی حیثیت کو نقصان بھی پہنچا۔ جس کی وجہ عملہ کے بعض ارکان کا پالیسی سے انحراف۔ کتابت کے سلسلہ میں ناہمواریاں اور بعض ایجنٹ حضرات کا ظالمانہ طرز عمل رہا لیکن ادارہ نے ہمیشہ ہی کوشش کی کہ شکایات کا سلسلہ جلد سے جلد ختم ہو جائے اور قارئین کو پریشانی نہ ہو۔ اس سلسلہ میں ادارہ کس حد تک کامیاب ہوا اس کا بہتر فیصلہ قارئین ہی کر سکتے ہیں۔

پچھلے چند ماہ ادارہ کے لیے انتہائی بحران کا باعث تھے لیکن قدرت نے دستگیری کی اور ادارہ نے حالات پر قابو پا لیا۔

اس وقت قارئین سے جو ضروری گزارش ہے وہ یہ کہ آپ پرچہ کی بہتری کے لیے کبھی کبھی اپنی مناسب تجاویز ارسال فرماتے رہا کریں اور آپ کے شہروں میں جو ایجنٹ ہیں ان پر نظر رکھیں۔ آپ یقین کریں کہ اگر آپ نے اس سلسلہ میں تعاون کیا تو ہم پرچہ کو ایک بار پھر معیاری پرچہ بنا کر چھوڑیں گے اور اس وقت جو کمی محسوس ہو رہی ہے اس کی تلافی ہو جائیگی۔

ان مصروفیات کے ساتھ ہم اکیسویں سال میں قدم رکھ رہے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے حضور دعاگو ہیں کہ وہ ہمیں حضرت الامیر قدس سرہٗ کی اس عظیم دینی وراثت کو صحیح طریق سے سنبھالنے اور اس کی خدمت کی توفیق بخشے۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

پولیس کی جفاکاریاں

ایک اچھی حکومت وہ ہوتی ہے جس کی انتظامیہ عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کی محافظ ہو۔ اس اعتبار سے پاکستان کے کسی بھی دور کی کوئی بھی انتظامیہ قابل رشک نہیں۔ اور بالخصوص آج کی حکومت تو اس لحاظ سے ناکام ترین حکومت ہے بلکہ اسے حکومت کہنا ایک لحاظ سے اس لفظ کی توہین ہے اس حکومت نے جو اپنے کو فخر سے "عوامی حکومت" بھی کہتی ہے عوام سے جو سلوک کیا ہے وہ انتہائی شرمناک اور قابل نفرت ہے۔

اس حکومت نے پاکستان کی پولیس کو بالخصوص جو اختیارات تفویض کئے اور اس کے ساتھ الیف ایم الف

وغیرہ جیسی فورسز بنائیں ان کا مقصد اگر عوام کی خدمت ہوتی تو کوئی بات بھی ہوتی۔ لیکن بدقسمتی سے اختیارات کا یہ وسیع چکر اور نئی نئی فورسز کا مقصد محض "ایک ذات شریف" کا تحفظ اور عوام کو کچلنا ہے۔

آج ملک کے ایک حصّہ سے لے کر دوسرے حصّہ تک پولیس اور فیڈرل فورسز کی چیرہ دستیوں اور جفاکاریوں کا ایک شور بپا ہے۔ ان محکموں کے ظالمانہ طرزِ عمل سے آج ملک کا کوئی طبقہ محفوظ نہیں۔ علماء کی توہین، طلبہ کی تذلیل، وکلاء کے ساتھ بدسلوکی، مزدوروں کے خون سے ہولی کے واقعات اتنے ہیں کہ ان کی خالی فہرست بھی ایک دفتر کی متقاضی ہے۔

ملک میں وحشت و دہشت کی فضا قائم ہے اور انتظامیہ کے ان عناصر کی کرمفرمائیوں کے صدقہ جلسہ جلوس احتجاج وغیرہ کی باتیں لوگوں نے سوچنا چھوڑ دی ہیں۔ تحریک بحالی جمہوریت اور تحریک ختم نبوت کے دوران ان لوگوں نے جو سلوک کیا اور جس طرح شرفا کو ذلیل کیا وہ ایک سانحہ ہے۔

اور ابھی حال ہی میں سیالکوٹ، راجن پور اور جلالپور پیروالہ کے ساتھ ساتھ ملتان کی ایک خاتون ایم۔پی۔اے کے ساتھ ہونے والے اندوہناک واقعات تلخی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ سیالکوٹ اور راجن پور میں معزز پروفیسر حضرات سے جو سلوک ہوا اس پر گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ قوم کے یہ محسن جو وزیراعظم سے لے کر ایک عام شہری کے بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک؟

اور جلالپور پیروالہ میں ایک بددماغ پولیس افسر کے لڑکے کی دوسرے ہم جماعت سے معمولی لڑائی (جو روزمرہ کا معمول ہے) کے ردعمل میں کئی انسانی جانوں کو موت کی نیند سلا دینا سفاکی و بربریت کی انتہا ہے۔

ایسے حالات و واقعات کا جو آخری نتیجہ ہوگا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ ہم اربابِ اقتدار سے کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایوب سے جب تمہاری لڑائی کا دور تھا (اس لڑائی کا بھی خاص پس منظر ہے) تو تم نے اس پولیس کا طرزِ عمل دیکھا اور پھر عدالتوں میں اس کی شکایت کی۔ آج تم نے برسرِ اقتدار آکر ان کو اور لیس کر دیا۔ یقین کرو کہ یہ لوگ کسی کے نہیں۔ اقتدار آنی جانی چیز ہے کل اس پولیس کے ہاتھوں جس طرح تم رسوا ہوگے اس پر کوئی آنسو بہانے والا نہ ہوگا اس لیے ہوش سے کام لو۔

ساتھ ہی ہم پولیس وغیرہ سے یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ تم بھی کسی کے بیٹے کسی کے باپ اور کسی کے بھائی ہو۔ خدا نے تمہیں انسان بنایا۔ انسانی شرافت اعلیٰ اخلاق اور روایتی قدروں کی پاسداری خود تمہارے حق میں بہتر ہوگی۔ ورنہ جس کھونٹے پر تم ناچ رہے ہو یہ محض تارِ عنکبوت ہے اور تمہیں اس کا شدید خمیازہ بھگتنا ہوگا۔

ہم تمہاری خیرخواہی کے لیے یہ سطور سپردِ قلم کر رہے ہیں شاید تمہاری آنکھیں کھل جائیں ورنہ قدرت کا معاملہ نرالا ہے۔ ہٹلر اور مسولینی کا انجام سامنے رکھو۔

ربوہ میں حق کی آواز

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک اعلامیہ کے مطابق ایک چبوترہ پر ربوہ میں نماز جمعہ کا اہتمام کر دیا گیا ہے اور مجلس نے ایک ذمہ دار عالمِ دین کی خدمات اس مقصد کے لیے حاصل کر لی ہیں۔

اس امر پر جہاں ہمیں خوشی ہے وہاں ہم اربابِ مجلس سے گزارش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے مطالبہ کے لیے اتنی سی بات کافی نہیں۔ اس کے لیے مزید جد و جہد کی ضرورت ہے اور داعی اول کی حیثیت سے مجلس کا کوئی بھی پروگرام پوری ملت کی مجلس عمل کے لیے نشانِ راہ ہوگا۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند قدوس اربابِ مجلس کی اس سعی کو مقبول و منظور فرمائے اور ربوہ کی گم کردہ راہ آبادی اس "صدائے حق" کی وجہ سے

ملتِ اسلامیہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

نیز مجلس کی چنیوٹ شاخ کے حضرات نے مسلسل کوشش سے غازی سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کی فوج کے شہداء کی قبروں پہ مشتمل قبرستان کو مرزائی عناصر کی چیرہ دستیوں سے بچانے کے لیے جس قانونی تحفظ کا اہتمام کیا ہے وہ بھی ایک خوش آیند اقدام ہے اور اس سے جہاں ان شہداء کی ارواح مقدسہ خوش ہوں گی وہاں مرزائیوں کا غرور بھی خاک میں ملے گا۔

اللہ تعالےٰ ارباب مجلس کو مزید ہمت عطا فرمائے۔

قرآن کریم سے ناروا سلوک

ہمیں مدرسہ نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے فاضل مہتمم کا گرامی نامہ موصول ہوا جس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ این، ڈبلیو ایف، پی ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب اردو برائے جماعت پنجم کے کئی صفحات ایسے ہیں جن پہ قرآن پاک کے نقوش صاف نظر آ رہے ہیں اور ان کے اوپر ہی اردو عبارات اور تصاویر شائع کر دی گئی ہیں۔

اندازہ ایسا ہے کہ ناشر نے قرآن پاک کے مطبوعہ نسخے اس مقصد کے لیے استعمال کیے۔ مصنوعی مصالحوں سے قرآنی نقوش مٹانے کی کوشش کی لیکن پوری طرح کامیاب نہ ہو سکا اور اسی طرح اردو کتاب چھاپ دی۔

یہ گرامی نامہ پڑھ کر ہم چکرا کر رہ گئے اور سوچنے لگے کہ اس ملک میں یہ حرکت ؟ لیکن صاحب مکتوب کی ذمہ دارانہ شخصیت اور دینِ اسلام کے معاملہ میں ملک کے ہر شعبہ کے ذمہ دار حضرات کی روایتی غفلت، مجرمانہ طرزِ عمل اور اسلام بیزاری دین دشمنی کے پیشِ نظر ہمیں تسلیم کرنا پڑا کہ ایسا ہوا۔

اس قسم کی حرکات کے مرتکب لوگوں کو ہم قہرِ خداوندی سے ڈراتے ہیں کہ وہ اپنی کتاب مقدس کا خود محافظ ہے اور عالمِ اسباب میں ہمارے ذمہ جو کام ہے اس سے غفلت برتنے کی وجہ سے وہ خود جو انتظام کریں گے وہ بصورت "ابابیل" بھی ممکن ہے جس سے بلند و بالا گھروندوں کا "عصف ماکول" ہونا یقینی ہے۔

اس لیے اربابِ اقتدار اس طرف فوراً توجہ دیں پورے اہتمام سے ان کتابوں کو اکٹھا کر کے دفنا دیا جائے تاکہ بے ادبی سے بچ جائیں۔ ناشر کو عبرتناک سزا دے اور بچوں کے تعلیمی اور مالی نقصان کی فوراً تلافی ہو۔

بصورتِ دیگر بچے کتابوں کا جو حشر کرتے ہیں وہ کسی خدائی تنبیہ کا باعث بن جائے گا۔

اقوالِ زرّیں

- جب تم کسی کمزور پہ ہاتھ ڈالنے لگو تو مت بھولو کہ ربِّ قاہر تم سے زیادہ طاقت ور ہے۔ (عمر بن عبدالعزیزؒ)
- اگر تم غریب کی فریاد نہیں سنو گے تو تمہاری فریاد کوئی نہیں سنے گا۔ (حضرت سلیمانؑ)
- محسن کا شکر ادا کرو اور شکر گذار پہ احسان کرو (حضرت علیؓ)
- اگر انسان جہنم سے اتنا ڈرتا جتنا افلاس سے تو دونوں سے بچ جاتا۔ اگر جنت کی اتنی خواہش رکھتا جتنی دولت کی تو دونوں کو پا لیتا۔ (گنج بخشؒ)
- رحم و کرم روح کی زکٰوۃ ہیں۔ (طرطوشی)

خطاب

انجمن اصلاح ملت کے کنوینر محترم جناب صاحبزادہ میاں محمد اجمل صاحب قادری جامع مسجد عثمانیہ محلہ پونڈانوالہ پسرور روڈ گوجرانوالہ میں ۶ رجون بروز جمعۃ المبارک ایک بجے خطاب فرمائیں گے۔ (حاجی محمد بشیر)



انسانیّت کی فلاح

دینِ فطرت کی طرف پلٹنے میں ہے

مرتّب: محمد سعید الرحمٰن علوی

بیانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی، اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥

یہ آیت کریمہ سورہ سبا کے تیسرے رکوع کی ساتویں آیت ہے اس میں جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پوری نسل انسانی کے لیے نبی بن کر تشریف لانے اور آپ کی غرض بعثت کا ذکر دو لفظوں یعنی بشیر و نذیر فرمایا گیا۔ لیکن ساتھ ہی اکثریت کے انکار و انحراف اور بغاوت و سرکشی کا تذکرہ بھی فرما دیا۔ ترجمہ یہ ہے:۔

"اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو، لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔"

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ آیت کریمہ کے ابتدائی ٹکڑہ میں آپ کی پوری نسل انسانی کے لیے رسالت و نبوت کا تذکرہ ہے اور یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کے حصہ میں نہیں آیا۔ یہ تو بجا اور درست کہ کوئی قوم ہادی و رہنما سے خالی نہیں رہی لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ لیکن یہ بھی قرآنی حقیقت ہے کہ آپ سے پہلے ہر آنے والا محدود خطہ و علاقہ اور مخصوص قوم کے لیے آیا۔ لیکن آپؐ سب کے لیے آئے اور قیامت تک کے لیے آئے۔

اس آیت کریمہ کے علاوہ بھی قرآن عزیز میں اس دعوے کے لیے بطور دلائل کئی آیات موجود ہیں۔ مثلاً اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اور وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ وغیر ذالک۔

جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپؐ کسی خاص قوم یا مخصوص علاقہ کے لیے دنیا میں نہیں آئے بلکہ آپؐ کی بعثت کا مقصد پوری نسل انسانی کی رہنمائی ہے اور وہ بھی قیامت تک اور اس آیت میں بھی اسی کا تذکرہ ہے۔

بشیر و نذیر کا لفظ آپؐ کی ذات اقدس کے لیے قرآن عزیز میں کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے جس کا لفظی معنی "خوشی اور ڈر سنانے والے" کا ہے۔ گویا حضور علیہ السلام اصلاح خلق کے لیے سب سے بڑے ہادی، جاہلوں کو فلاح و امن کے راستے بتلانے، غافلوں کو اپنے انذار و تخویف سے بیدار کرنے اور پست ہمتوں کو بشارتیں سنا سنا کر ابھارنے کی غرض سے دنیا میں تشریف لائے

یعنی حضور علیہ السلام قوموں کے اچھے اعمال کے اچھے نتائج اور بُرے اعمال کے بُرے نتائج بتلا کر انہیں راہ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ اور یہ

بلانا محض اٹکل پچو طریق سے نہیں ہوتا اور نہ ہی معاذ اللہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والی بات ہوتی ہے بلکہ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا کے مصداق پیغمبر اپنی شاہراہ کی حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے اور خود آگاہ ہو کر پھر دوسروں کو آگاہ کرتا ہے۔

ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر مختلف مراحل طے کرنے کے بعد حقیقت ایمان سے آگاہ ہو اور اس کی زندگی کا کوئی درمیانہ حصہ اس حال میں گزرے کہ وہ معاذ اللہ حقیقت ناشناس کہلائے۔ جیسا کہ ہمارے دور کے بعض مادر پدر آزاد، نام نہاد مفسرین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ گرداب بلا کی کتنی منزلیں طے کرنے کے بعد اپنی اصلیت پر پہنچے اور درمیان میں بھٹکتے رہے۔ یاد رکھیے! یہ عقیدہ سراسر گمراہی ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ پیغمبر اپنی ذات کی معرفت سے پہلے دن سے آگاہ ہوتا ہے اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ کی قرآنی تعبیر کا حامل و علمبردار۔

رہ گیا مسئلہ ماننے نہ ماننے کا، تو پیغمبر دنیا میں منوانے کے لیے نہیں آیا بلکہ محض سنانے اور تبلیغ کرنے کے لیے آتا ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد ارشادات موجود ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے واضح فرما دیا کہ آپ کا کام بتلانا اور سنانا ہے اور بس۔ باقی دنیا کی ریت عام طور پہ یہی رہی کہ اکثریت نے راہ حق سے انحراف و روگردانی کی روش اختیار کی۔ جیسا کہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون کے علاوہ اکثر و بیشتر

مقامات پہ اس قسم کے جملے موجود ہیں جن میں کہیں تو عام لوگوں کو جاہل، کم عقل، ایمان نہ لانے والے وغیرہ جیسے جملوں سے یاد کیا گیا ہے اور ایک مقام پہ سورۂ مائدہ میں فرمایا۔ خبیث و طیب برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ خبیث اور بدفطرت عناصر کی اکثریت وقتی طور پر تمہارے لیے باعث حیرت ہو۔ جب کہ سورۂ انعام میں ایک جگہ براہ راست حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ نے نسل انسانی کی اکثریت کی راہ اپنائی تو وہ اپنی کجروی و گمراہی کا

آپ کو بھی شکار کر لے گی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے یہاں اکثریت و اقلیت کی تو کوئی بات نہیں۔ وہاں پیمانہ محض حق و صداقت ہے اور حق کا علمبردار ایک ۔۔۔ ہو تب بھی سب پہ بھاری ہے

بدقسمتی سے یورپ نے جمہوریت کا راگ الاپا۔ جس میں بندوں کی اکثریت کو ویٹو پاور کا حق دے دیا گیا۔ ان کی مرضی و نامرضی کو اصل قرار دے دیا گیا۔ اور ان کی دیکھا دیکھی ہم لوگ بھی سامری کے اسی بچھڑے کی پوجا کر رہے ہیں۔ جبکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا ہی قوت و طاقت کا سرچشمہ اور اقتدار و اختیار کا اصل مالک ہے۔ انسان بحیثیت خلیفۃ اللہ فی الارض اس کے انہی قوانین کا پابند ہے خود بھی ان کے مطابق زندگی گزارے اور دوسروں کو بھی اسی راہ کی دعوت دے۔

لیکن اس سیدھے سادے اور فطری طریق کو چھوڑ کر الٹی راہ اپنا لی اور وہ یہ کہ خدا کی حاکمیت کا اقرار بھی ہے لیکن بندوں کی اکثریت کی حاکمیت کا ڈھونگ بھی رچایا جاتا ہے۔ یہ منافقت و دوعملی کی بدترین مثال ہے جسے پروردگار عالم سخت ناپسند کرتے ہیں اور اس پر سخت وعیدیں ہیں۔ اسلام نے جو سادہ اصول وضع فرمائے اور اپنے ماننے والوں کی جن کے ذریعہ رہنمائی فرمائی وہ کسی بھی دور میں کسی خارجی قوت کے محتاج نہیں رہے بلکہ انہوں نے ہر دور میں اپنی صداقت و حقانیت خود منوائی۔

آج آپ دیکھ لیں نکاح و طلاق سمیت دوسرے معاشرتی قوانین میں یورپ نے مدتوں اسلام کا مذاق اڑایا۔ پیغمبر امی علیہ السلام کی تعلیم مقدس پر طعن کیا۔ لیکن جونہی حالات نے پلٹا کھایا یورپ ان چیزوں کا معترف ہو گیا آج طلاق تعدد ازدواج اور اس قسم کے دوسرے قوانین جو اسلام نے بعض انسانی زندگی کی بہتری کے لیے ناگزیر ضرورتوں کے پیش نظر وضع فرمائے تھے انہیں یورپ دستوری رنگ دے کر سکھ اور چین تلاش کر رہا ہے۔

ان باتوں سے ہماری آنکھیں کھلنی چاہئیں۔ غلامی

مجلس ذکر

[redacted]

مرتب
زاہد الراشدی

معاشی عدم توازن

نظام زکوٰۃ کے ذریعہ ہی ختم کیا جا سکتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (الآیۃ)

ترجمہ : ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ۔

اکثر احباب کاروباری سلسلہ میں ترقی اور مال میں برکت کے لیے بطور خاص کوئی نہ کوئی عمل پوچھتے رہتے ہیں۔ اول تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وظائف کا جو کارڈ چھپوا رکھا ہے۔ مثلاً :

۱۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

۲۔ استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب علیہ۔

۳۔ اللھم صل علٰی محمدن النبی الامی الذی وآلہٖ وبارک وسلم۔

ان امور میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر برکات و انعامات رکھے ہیں۔ استغفار کی برکت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں سے رزق مرحمت فرماتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر قسم کے غم غلط فرماتے ہیں۔ اسی طرح آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں اللہ تعالیٰ دس دفعہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی آپ کا ذکر فرماتے ہیں۔ آپ ذکر تنہائی میں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی تنہائی میں ذکر کرتے ہیں۔ اور اگر آپ باجماعت ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی فرشتوں کی جماعت میں آپ کا ذکر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے ساتھ دنیاوی غم بھی لگا رکھے ہیں اور پیٹ ہر انسان کے ساتھ ہے۔ ان ضروریات سے کوئی مفر نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان ضروریات کی تکمیل کے لیے ضابطہ اور دستور دیا ہے۔

انسان کے ذمہ دو قسم کے حقوق ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ کو صحیح طریقہ سے ادا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فضائل و احکام اور فرائض و واجبات عائد کیے ہیں۔ کوئی فرض ہے کوئی واجب ہے کوئی سنت ہے اور کوئی نفل۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی ذکر اللہ میں شمار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کو ذکر سے تعبیر فرمایا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

ہم نے ہی یہ ذکر اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

غرضیکہ یہ سب عبادات حقوق اللہ ہیں۔ حقوق العباد میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے تمہیں جو رزق دیا۔ اس میں سے ہماری

رضا کے لیے دوسری مخلوق کو بھی حصہ دو۔ رزق کا مفہوم بڑا وسیع ہے اس کا معنی صرف مال و دولت نہیں بلکہ ہر قسم کی طاقت و توانائی اور صلاحیت کا اس میں شمار ہوتا ہے۔ یعنی جو چیز بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی ملی ہے جو دوسروں کو فائدہ دے سکتی ہے تو اس میں سے اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق کو بھی اس کا حصہ دو۔ پھر مال و دولت میں بھی مختلف چیزوں کے نصاب مقرر کر دیے گئے ہیں۔ زمین کی پیداوار، سونا چاندی، نقدی اور جانور غرضیکہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے غرباء مساکین کا حق مقرر فرمایا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر ہم اس نظام زکوٰۃ کو پوری طرح اپنا لیں تو ہمارے ملک میں نہ کوئی بھوکا رہے نہ ننگا۔ ہمارے ہاں عدم توازن صرف اس لیے ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پامال ہو رہے ہیں نماز اور زکوٰۃ جو اہم ترین فرائض ہیں اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا اولین مصداق ہیں۔ یہ نفلی ذکر جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی ہے یہ نہ بھی ہو تو کوئی باز پرس نہیں ہو گی لیکن نماز کی ایک ایک رکعت کے بارے میں حساب ہوگا۔ نماز کی صورت میں ذکر اللہ فرض ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت بھی ذکر اللہ ہے اور یہ ذکر جتنا بھی زیادہ کیا جائے کم ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ انفاق فی سبیل اللہ حقوق العباد کا بنیادی جزو ہے۔ اسلام نے دولت کو قدم قدم پر تقسیم کرنے کی ترغیب دی ہے۔ زندگی میں زکوٰۃ صدقات اور ابھارا ہے اور مرنے کے بعد ترکہ کو اولاد میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وراثت کے اسلامی اصولوں کے مطابق ہی ہمارے معاشرہ میں دولت تقسیم ہوتی رہے تو یہ کروڑ پتی اور بڑے بڑے جاگیردار باقی نہ رہیں۔

اور اصل بات یہ ہے کہ اسلام دولت اور مال کو بنیاد قرار نہیں دیتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنگدستی کے ایسے دور بھی آئے ہیں کہ خندق کے غزوہ میں بعض صحابہ نے بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شدت کی شکایت کی گئی تو معلوم ہوا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر اپنے پیٹ مبارک پر باندھے ہوئے ہیں۔ لیکن ان مصائب پر صبر کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دور ایسا بھی آیا کہ وہ لوگ زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے مستحقین تلاش کرتے تھے۔ مگر کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ ملتا تھا

آج تو مانگنے والوں کی قطاریں بازاروں میں نظر آتی ہیں خصوصاً جمعرات کو تو نہ جانے یہ مخلوق کہاں سے نکل آتی ہے۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کو ذلت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے ــــ "السوال ذل"۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنْ یَدِ السُّفْلیٰ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

اور فقہاء نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص کے پاس ایک وقت کا کھانا بھی موجود ہے اس کو سوال کرنے کی اجازت نہیں لیکن یہاں ہٹے کٹے صحت مند بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد تقسیم ہند کے بعد یورپ، مصر، حجاز اور ترکی وغیرہ کے دورہ سے واپسی پر کراچی تشریف لائے تو میں نے ایک ہوٹل میں ملاقات کے دوران ان سے دریافت کیا کہ آپ نے اس دورہ سے کوئی خاص تاثر لیا ہے۔؟ فرمانے لگے۔ ہاں، میں یورپ کے دورہ میں جب جرمنی پہنچا تو وہاں حالانکہ ابھی جنگ ختم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا مگر میں نے لوگوں میں جنگ کے کوئی آثار نہیں دیکھے۔ جب کہ جن علاقوں میں جنگ ہوئی وہاں ملبہ کے ڈھیر دیکھ کر یوں لگتا ہے ابھی کل جنگ بند ہوئی ہے۔ میں نے وہاں کوئی بھکاری اور اپاہج سوالی نہیں دیکھا حالانکہ جنگ میں بے شمار لوگ معذور ہوئے ہوں گے لیکن حکومت نے ان کے لیے انتظامات مکمل کر رکھے ہیں اس لیے مجھے وہاں کوئی بھکاری اور اپاہج نظر نہیں آیا۔ اس کے بعد میں ترکی میں گیا وہاں

(باقی صفحہ پر)

محمد اعظم چوہان

نماز کی برکات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ یعنی بے شک نماز روک دیتی ہے بے حیائی اور گناہ سے، غرض یہ ہے باقاعدہ نماز پڑھنے سے ایسی برکت ہوتی ہے جس سے نمازی کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی نماز ادا کرتا ہے تو اس کا ہر عضو ظاہری اور باطنی اپنی بساط کے مطابق نماز میں لگا ہوتا ہے جب ہر ایک عضو عبادت کرے گا تو یقیناً نماز کا اثر ہر ایک عضو پہ ہوگا پس جو گناہ وہ عضو کرتا ہے وہ معاف ہوجاتا ہے اگرچہ بعض ایسی دوسری بھی عبادتیں ہیں جن سے برکت حاصل ہوتی ہے مگر نماز کو اس میں خاص دخل ہے یعنی نماز کو اعلیٰ درجہ حاصل ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کے پاس آیا اور کہا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نماز اس شخص نے پھر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا نماز! اس شخص نے پھر کہا تو آپ نے فرمایا نماز، یعنی نماز کی فضیلت اس حدیث سے واضح ہوجاتی ہے کہ حضورؐ نے تین مرتبہ نماز کے لئے کہا اس شخص نے پھر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک اور پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا جہاد۔

چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیاری عبادت ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر ایک دن میں پانچ نمازیں فرض کر دیں جن کے پڑھنے سے بہت ثواب اور چھوڑ دینے سے سخت گناہ ہوتا ہے حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پہ ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پہ کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا حضورؐ نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے اللہ جل شانہ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل کر دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔ یعنی حضورؐ نے فرمایا اسلام کے پانچ رکن ہیں کلمہ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ۔ حجؐ حضور نے اسلام کو ایک خیمے سے تشبیہ دی ہے جو پانچ ستونوں پہ قائم ہوتا ہو، پس کلمہ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی ہے اور بقیہ چاروں ارکان بمنزلہ ان چار ستونوں کے ہیں جو چاروں کونوں پہ ہوں۔ اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ لکڑی تو موجود ہو مگر چاروں کونوں میں سے کوئی ایک لکڑی نہ ہو تو خیمہ تو قائم ہو جائے گا مگر جونسے کونے کی لکڑی نہ ہوگی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی اس پاک ارشاد کے بعد اب ہم لوگوں کو اپنی حالت پہ خود ہی غور کر لینا چاہیئے کہ اسلام کے اس خیمہ کو ہم نے کس درجہ تک قائم رکھا ہے اور اسلام کا کونسا رکن ایسا ہے جس کو ہم نے پورے طور پہ سنبھال رکھا ہے مگر ان پانچوں ارکان میں ایمان کے بعد سب سے اہم نماز ہے۔

حضورؐ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی۔ قیامت کے دن نمازیوں کے منہ آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے مگر بے نمازی اس دولت سے محروم ہوں گے ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ نمازیوں کا حشر (حشر کے لغوی معنی اکٹھے ہونا ہے) قیامت کے دن، نبیوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا مگر بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان جیسے بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا کا نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ بے نمازیوں کا حشر کافروں کے ساتھ ہو خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔

اب آیئے اس طرف کہ نماز پڑھنی چاہیئے ہ تو نماز ایسی چاہیئے جیسی حضور ادا کرتے تھے۔ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اکرمؐ نے جس وقت

(باقی ص ۱۲ پر)

اہلِ علم، صاحبِ قلم حضرات سے!

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

(ہے دل روشن مثالِ دیوبند (اکبرالہ آبادی مرحوم)

ادارہ "جامعہ رشیدیہ" و "الرشید"

"دارالعلوم دیوبند نمبر"

شائع کر رہا ہے

ملک کے صحافی، ملّت کے اربابِ قلم عمائد اور ابنائے دارالعلوم و اصحاب دیوبند سے استدعا ہے کہ وہ دارالعلوم کی تعلیمی تحریک کے مختلف عنوانات پر اپنی صوابدید و اعتدال پسندانہ تحقیقات کی روشنی میں علمی مقالات، دینی مضامین اور خصوصی بیانات سے مستفیض فرماتے ہوئے علمی دوستی و ذرہ نوازی فرمائیں۔

چند عنوانات

- نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی (لقمان را حکمت آموختن کی معذرت کے ساتھ)
- تاریخ اسباب بنائے دارالعلوم
- تعلیمی و اصلاحی تحریک
- مسلک اعتدال دارالعلوم
- خصوصیات دارالعلوم
- دیوبند کا خصوصی شعار
- منافع دارالعلوم اور اس کی افادی حیثیت
- طبقات و مشاہیر فضلاء دارالعلوم
- دارالعلوم اور فریضہ دفاع
- دارالعلوم اور جنگ آزادی و جہاد و حریت و استخلاص وطن
- دارالعلوم اور عالم اسلام
- دارالعلوم اور حرمین شریفین
- دارالعلوم اور مدارس عربیہ اسلامیہ
- دارالعلوم اور انگریز و انگریزیت
- دارالعلوم اور اسلاف صالحین
- دیوبندی حضرات ملک و ملّت کے مختلف اداروں میں
- دارالعلوم اور قرآن و حدیث و فقہ اسلامی، علوم دین کی خدمات۔

جملہ مراسلات بنام

فاضل مدیر "الرشید"، جامعہ رشیدیہ ساہیوال۔ فون ۲۲۵۶

حکمت اور دانائی کی باتیں

زاہد الراشدی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

★ تین باتیں جس شخص نے حاصل کر لیں اس نے ایمان کا مزہ پا لیا۔ (۱) اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہوں (۲) اللہ تعالٰی کی رضا کے لیے دوسرا سے دوستی یا دشمنی رکھے (۳) کفر میں واپس پلٹنے کو یوں ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

★ تین باتیں جس شخص میں پائی گئیں اللہ تعالٰی اپنی حفاظت میں اسے پناہ دیں گے اس پر اپنی رحمت کی چادر تان دیں گے اور اپنے فضل و رحمت کے ساتھ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے (۱) جو اس کو محروم رکھے وہ اس کو بھی دے (۲) جو اس پر ظلم کرے وہ اسے معاف کر دے۔ (۳) جو اس سے تعلق توڑے وہ اس کے ساتھ تعلق کو قائم رکھے۔

★ تین باتیں جس کو عطا کی گئیں گویا اسے آل داؤد علیہ السلام کی دولت عطا کی گئی (۱) غصہ اور رضا دونوں حالتوں میں عدل کرنے (۲) فقر اور غنا دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرے (۳) مخفی اور ظاہر دونوں حالتوں میں اللہ تعالٰی سے ڈرے۔

★ تین آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی (۱) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران نکال لی گئی (۲) وہ آنکھ جس نے اللہ تعالٰی کی راہ میں پہرہ دیا (۳) وہ آنکھ جو خدا کے ڈر سے رو پڑی۔

★ تین آنکھیں قیامت کے دن آگ نہیں دیکھیں گی (۱) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی (۲) وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا (۳) وہ آنکھ جو اللہ تعالٰی کی حرام کی ہوئی چیزوں کو دیکھنے سے بند رہی۔

★ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالٰی محبت فرماتے ہیں (۱) جو شخص رات کو قیام کر کے قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے (۲) جو شخص دائیں ہاتھ سے خرچ کرے مگر بائیں ہاتھ سے بھی اسے مخفی رکھے (۳) میدان جنگ میں جس کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے وہ ثابت قدم رہا۔

★ تین آدمی اللہ تعالٰی کی ضمان میں ہیں (۱) جو شخص اللہ تعالٰی کے کسی گھر کی طرف نکلا (۲) جو شخص جہاد پر روانہ ہوا جب تک وہ شہید نہ ہو جاتے یا غازی بن کر گھر میں نہ آ جائے وہ اللہ تعالٰی کی ضمان میں ہے (۳) جو شخص اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہوا۔

بڑے بھائی کا ادب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دن کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ کسی شخص نے حضرت حسین رضہ سے کہا کہ آپ اپنے بھائی کے پاس جا کر انہیں

راضی کریں وہ آپ سے بڑے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ میں نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا۔ "دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو جائے تو دونوں میں جو شخص بھی دوسرے کو راضی کرنے میں پہل کرے گا وہ جنت میں پہلے جائے گا۔" حضرت حسن رضؓ میرے بڑے بھائی ہیں اور بڑے بھائی پر سبقت کرنا میں ناپسند کرتا ہوں۔ حضرت حسن رضؓ کو جب اس کا علم ہوا تو دوڑے دوڑے آئے اور اپنے عزیز بھائی کو راضی کر لیا۔

قرآن کریم اور طب

ابو عبداللہ قرطبیؒ اسماء اللہ الحسنیٰ کی شرح میں لکھتے ہیں ایک حاذق نصرانی طبیب نے معروف مسلمان طبیب علی بن حسین سے کہا کہ علوم دو قسم کے ہیں — علم الادیان و علم الابدان۔ تمہارے قرآن میں علم الادیان کے بارے میں تو بہت کچھ ہے لیکن علم الابدان (طب) کے بارے میں کچھ بھی نہیں۔ انھوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری طب کو قرآن کی نصف آیت میں جمع فرما دیا ہے۔ اس نے پوچھا۔ وہ کون سی ہے۔ فرمایا۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ اس نے سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے طب کے بارے میں کچھ منقول نہیں ہے؟ فرمایا آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آسان جملوں میں ساری طب جمع کر دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْمِعْدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَالْحِمْيَةُ رَأْسُ كُلِّ دَوَاءٍ وَاَعْطِ كُلَّ جِسْمٍ مَا عَوَّدْتَهُ۔ معدہ بیماری کا گھر ہے، پرہیز ہر دوائی کی بنیاد ہے اور ہر جسم کو وہ خوراک دو جس کا اسے تم نے عادی بنایا ہے۔

عیسائی طبیب نے یہ سن کر کہا۔ تمہاری کتاب اور تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو جالینوس کے لیے طب کا کوئی مسئلہ باقی نہیں چھوڑا۔

زندگی کا مقصد

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے تھے اگر دنیا میں یہ تین چیزیں نہ ہوں تو میں ایک دن زندہ رہنا بھی پسند نہ کروں:

۱۔ گرم دوپہر میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پیاس برداشت کرنا۔ (یعنی روزہ کی صورت میں)

۲۔ رات کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہونا۔ اور

۳۔ نیک لوگوں کی صحبت جو اچھے کلام کو اس طرح چنتے ہیں جیسے عمدہ میوہ چنا جاتا ہے۔

بقیہ: نماز کی برکات

وضو کرتا ہے اور عمدہ وضو کرتا ہے یعنی سنت کے موافق اور پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور پھر پورے طور پر نماز کا رکوع کرتا ہے اور پورے طور پر سجدہ کرتا ہے اور پورے طور پر نماز میں قرآن پڑھتا ہے یعنی رکوع سجدہ اور قراۃ اچھی طرح ادا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ خدا تیری حفاظت کرے جیسے تو نے میری حفاظت کی مطلب یہ کہ میرا حق ادا کیا اور مجھے ضائع نہ کیا۔ پھر یہ نماز آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے یعنی فرشتہ اپنے ہمراہ اس نماز کو بڑی عزت کے ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھتا ہے اس حال میں کہ اس میں چمک اور روشنی ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ یہ اندر پہنچ جائے اور مقبول ہو جائے اور جب بندہ اچھی طرح وضو نہ کرے اور رکوع سجدہ اور قراۃ اچھی طرح ادا نہ کرے تو نماز کہتی ہے کہ خدا تجھے ضائع کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر یہ نماز آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں اس پر اندھیرا ہو جاتا ہے اور آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تاکہ یہ اندر نہ پہنچے اور مقبول نہ ہو پھر لپیٹ دی جاتی ہے جیسے کہ پرانا کپڑا (جو بیکار ہوتا ہے) لپیٹ دیا جاتا ہے پھر وہ نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے مطلب یہ کہ وہ مقبول نہیں ہوتی اور اس کا ثواب نہیں ملتا۔

اب آخر میں اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ ہمیں ایسی نماز پڑھنے کی توفیق دے جیسا کہ حضور نے ادا کی تاکہ وہ قبول ہو اور ہم سب کو نماز باقاعدگی سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔ ثم امین

محمد سعید الرحمن علوی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

(قسط نمبر ۳)

گزشتہ اشاعت میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کا مختصر سوانحی خاکہ عرض کیا گیا تھا اب یہ بتلانا مقصود ہے کہ حضرت والا نے کیا خدمات سرانجام دیں۔

لیکن خدمات سے قبل اس ماحول کا تعارف کرانا ضروری ہے جس میں آپ نے یہ کچھ کیا۔ کیونکہ وبضدھا تتبین الاشیاء کے فطری اصول کے پیش نظر کسی چیز کی قدر و قیمت کا اس وقت تک صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا جبتک دوسرا رخ سامنے نہ ہو۔

اس حقیقت سے دنیا آگاہ ہے کہ جب مجدد صاحب نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر لی تو اس وقت "اکبر دی گریٹ" کے اقتدار کا دور عروج تھا۔ کیونکہ اکبر ۹۶۳ھ سے ۱۰۱۴ھ تک پچاس سال سے زائد عرصہ حکمران رہا۔ ۹۷۱ھ میں مجدد صاحب پیدا ہوئے۔ سترہ سالہ دور تعلیم گزرنے کے بعد جب آپ نے اصلاح احوال کا کام شروع کیا تو اندازاً ۹۹۸ھ کا لگ بھگ تھا۔ اور یہی زمانہ اکبری دور کا پُر شوکت دور تھا۔ اس وقت مسلمانوں اور اہل اسلام کی جو پوزیشن تھی اس کا اندازہ حضرت قدس سرہٗ کے ہی ان ارشادات سے لگایا جا سکتا ہے:۔

"کفار برملا اور بطریق غلبہ دارالاسلام (ہندوستان) میں احکام کفر جاری کرتے ہیں۔ اور مسلمان احکام اسلام کے اظہار سے عاجز ہیں اور اگر کر بیٹھتے ہیں تو قتل کر دئیے جاتے ہیں۔ واویلاہ واحزناہ وامصیبتاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین ہیں۔ آپ کی تصدیق کرنے والے ذلیل و خوار ہیں اور آپ کے انکار کرنے والوں کی عزت ہوتی ہے۔ انہیں کا اعتبار ہے۔ مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کی تعزیت میں مشغول ہیں اور کفار ان کا مذاق اڑا کر ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہیں"۔

(بحوالہ شاندار ماضی ج ۱ ص۱۹۳ مکتوب ۴۷، ص۶۵ جلد اول)

مسلمانوں کے زخمی دلوں پر نمک پاشی کا ایک درد انگیز منظر ملاحظہ فرمائیں:

"کفار ہند بے خوف و خطر مساجد کو شہید کرتے ہیں اور اپنے مندر ان کی جگہ بناتے ہیں۔ تھانیسر میں کرکھیت کے حوض میں ایک مسجد اور مقبرہ تھا ایک عزیز نے (یہاں کافر کو عزیز لکھا ہے۔ ایک مومن صادق کے اخلاق عالیہ کا یہی حال ہونا چاہیے کیونکہ اسے مرض کے ازالہ کا خیال ہوتا ہے نہ کہ مریض کو ہی سرے سے ختم کر دیا جائے۔ ناقل) اس کو منہدم کرکے ایک بہت بڑی چوٹی کا شوالہ بنایا ہے۔ نیز کفار کھلم کھلا کفر کے مراسم ادا کرتے ہیں اور مسلمان اکثر احکام اسلام کے اجراء سے عاجز ہیں"۔

(مکتوب ۹۲ ص۱۶۳ ج ۲)

مسلم قوم کس حد تک عاجز ہو چکی تھی اس کا اندازہ حضرت والا کے مکتوب ۹۲ کے اس حصہ سے ممکن ہوگا۔

"ہندو کاونشی کے دن کھانا پینا چھوڑتے ہیں اور اہتمام کیا جاتا ہے کہ اس روز مسلمانوں کے شہروں میں کوئی مسلمان دن میں روٹی نہ کھائے۔ اس کے برعکس رمضان المبارک میں کھلے بندوں روٹی پکاتے اور فروخت کرتے ہیں۔ اہل اسلام کی کمزوری اور پستی کے باعث کوئی منع نہیں کر سکتا افسوس صد ہزار افسوس۔ (مکتوب ۹۲ صـ ۱۶۲ جلد ۲)

حضرت شیخ کی ان تصریحات سے اس ماحول کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے اور ضرورت نہیں رہتی کہ مزید خامہ فرسائی کی جائے۔

تاہم نامناسب نہ ہوگا اگر اکبری دور کے مستند اور معتمد مؤرخ ملا عبدالقادر صاحب بدایونی کی مشہور کتاب منتخب التواریخ سے سرسری طور پر چند باتیں عرض کر دی جائیں تاکہ انہیں پڑھ کر اس ماحول کے متعلق مجدد صاحب کے مذکورہ بالا خیالات کی اصلیت سامنے آسکے۔ ملا صاحب بڑی خوبیوں کے مالک ہیں اور انہوں نے بڑی دیانتداری سے تمام واقعات سپرد قلم کیے ہیں۔ ہر واقعہ حلف کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور مؤرخانہ بددیانتی سے مکمل اجتناب برتتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکبر کے حالات کے ضمن میں اب تک کے تمام مؤرخین نے اس وثیقہ پر مکمل اعتماد کیا ہے۔

ایک مقام پر ملا صاحب نے عزم و احتیاط کی جس آخری معراج کا ذکر کیا ہے اس کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

دلیری نوشتن آں قضایا کہ از وادی حزم و احتیاط بغایت دور بود کردم و خدائے عزوجل گواہ است وکفیٰ باللہ شہیدا۔ کہ مقصود ازیں نوشتن غیر از درد دین و دل سوزی بر ملت مرحومہ اسلام کہ عنقا وار روئے غربت کشیدہ و سایہ بال ہمائے خود را از خاک نشینان گیتی باز گرفتہ چیزے دیگر نبود و از تعنت و حقد و حسد و تعصب بخدا پناہ مے جویم۔ (صـ ۲۶۴)

(یعنی ان فیصلوں کے لکھنے کے معاملہ میں آخری حد تک حزم و احتیاط برتی۔ خدا برتر اس پر گواہ ہے وکفیٰ باللہ شہیدا۔ اور اس کے لکھنے سے مقصود دینی درد اور ملت مرحومہ کی دلسوزی کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ اسلام عنقا کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور ملت پر غربت کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ اپنی ھما کے دنیا کے خاک نشینوں سے واپس لینے کی ایک تڑپ ہے (اور کچھ نہیں) حسد و تعصب وغیرہ سے میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں)

یہ تو اپنے منہ اپنی دیانتداری کا اظہار ہے اور بعد والوں نے چونکہ انہیں ایسا ہی پایا اس لیے اعتراض کی گنجایش نہیں۔ بہرحال ملا صاحب نے عقاید سے لے کر عام معاشرتی زندگی تک کا ایک بسیط نقشہ کھینچ کر اسلام اور اہل اسلام کی غربت کو واضح کیا ہے۔ تفصیلات تو ممکن نہیں البتہ مشتے نمونہ از خروارے چند باتیں سن لیں:

عقاید کی دنیا

سورج کی عبادت ۲۴ گھنٹہ میں صبح و شام، دوپہر ہوتی آفتاب کے ایک ہزار ایک ہندی ناموں کا مستقل وظیفہ اور عین دوپہر کو سورج کی طرف متوجہ ہو کر ان کو پڑھنا۔ سورج کے ذکر پر جلّت قدرتہ (العیاذ باللہ) کہنا، قشقہ لگانا۔ شب اور طلوع شمس کے وقت خوب نقارہ بجانا۔ صـ ۳۲۲

تمام مظاہر فطرت آگ، پانی، درخت حتیٰ کہ گائے اور اس کے گوبر تک کی پوجا۔ ہندوؤں کی تعلیم کے پیش نظر آفتاب کے مسخر کرنے کی دعا باقاعدہ پڑھی جاتی۔ (صـ ۱۲۱)

ملا صاحب کے بیان کے مطابق آفتاب (نیر اعظم) کو ربوبیت میں مکمل طریق سے شریک کیا گیا تھا کواکب پرستی بھی زوروں پر تھی حتیٰ کہ بادشاہ سلامت ستاروں کے موافق لباس تبدیل کرتا صـ ۲۶۱

ہندوؤں کی تعلیم کے پیش نظر خنزیر کے متعلق یہ فیصلہ تھا کہ اس میں اللہ تعالےٰ حلول کر آئے ہیں صـ ۲۶۱۔ والعیاذ باللہ

(جاری ہے)

از احمد سعید شاہ ڈیروی

حضرت بشر حافی قدس سرہٗ

آپ دوسری صدی ہجری کے ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو حق تعالےٰ نے علم ظاہر و باطن، شریعت و طریقت کا امام بنایا تھا حدیث حضرت امام مالکؒ اور حماد بن زیدؒ اور فضیل بن عیاضؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ جیسے ائمہ حدیث سے حاصل کی اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے حدیث حاصل کی مگر غلبہ تواضع اور ورع و تقویٰ کیوجہ سے مستقل طور پر تعلیم حدیث کی خدمت اختیار نہیں فرمائی بلکہ زہد و عبادت اور خلوت و گمنامی کا رنگ اختیار کیا۔

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک کاغذ پڑا ہوا ہے جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ پامال ہو رہا ہے آپ نے اس کو اٹھا کر صاف کیا اور ایک درہم پاس موجود تھا اس کی خوشبو خریدی اور اس پر لگا کر ایک دیوار کے اندر حفاظت سے رکھدیا یا خواب میں دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ "اے بشر تم نے ہمارے نام کو خوشبو سے معطر کیا" ہم تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں معطر کریں گے۔

آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص قرآن مجید حفظ کرے اور جامع سفیان کو ضبط کرے تو اب اس کو چاہیئے کہ عبادت میں لگ جائے (کیونکہ علم بقدر ضرورت حاصل ہو گیا اور مقصود علم سے عمل ہے اب اس میں لگے) جامع سفیان خود بشر حافیؒ کی جمع کی ہوئی ایک کتاب ہے جس میں سفیان ثوریؒ کے فتاویٰ اور مسائل فقہیہ جمع کئے تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ جب حق تعالیٰ کو کسی بندہ کی بھلائی منظور ہوتی ہے تو اس پر ایسے آدمی مسلط کر دیتے ہیں جو اس کو ایذا پہنچائیں اور حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جس کو لوگوں سے ایذا نہ پہنچے۔ اور بندہ حلاوت ایمان کا ذائقہ اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ چاروں طرف سے اس پر بلائیں نازل نہ ہوں فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کو دنیا میں عزت اور آخرت میں شرف حاصل ہو۔ تو اس کو چاہیئے کہ تین خصلتیں اپنے اندر پیدا کرے۔ ایک یہ کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرے دوسرے یہ کہ کسی کو برائی سے یاد نہ کرے تیسرے یہ کہ کسی کو کھانے کی دعوت قبول نہ کرے۔ (ابن عساکر ج ۳ صـ ۲۲۸)

ف :- جو شخص اخلاص کے ساتھ دعوت کرتا ہے اس کی دعوت قبول کرنا سنت ہے جو عین عزت و شرف ہے مگر اس زمانہ میں عموماً دعوتوں میں اخلاص غائب ہے اس لئے حضرت بشرؒ کا یہ ارشاد ایسی ہی دعوت کے متعلق ہے۔

۲۲۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی جنازہ پر خلق اللہ کا وہ ہجوم تھا کہ صبح کی نماز کے بعد جنازہ گھر سے نکلا تو مغرب کے وقت قبرستان پہنچ سکا۔ حالانکہ گرمی کے طویل دن تھے احمد بن فتحؒ فرماتے ہیں کہ بعد وفات میں ان کو خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں ہیں دسترخوان بچھا ہوا ہے اور بشر حافی اس پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے ہیں میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا اور تمام جنت میں جہاں چاہو رہو اور کھاؤ پیو کیونکہ دنیا میں اپنے نفس کو خواہشات کے اتباع سے روکتے تھے۔

میں نے پوچھا کہ آپ کے بھائی امام احمد بن حنبلؒ کہاں ہیں فرمایا وہ جنت کے دروازہ پر ہیں اہل سنت والجماعت جو کلام اللہ کے غیر مخلوق ہونے کو مانتے ہیں۔ ان کے لئے شفاعت کرتے اور جنت میں داخل کرتے ہیں۔

(تاریخ ابن عساکر صـ ۲۴۱ جلد ۳)

کبھی میں نے کوئی بھکاری نہیں دیکھا لیکن جب میں ڈھاکہ پہنچا اور جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جامع مسجد گیا تو وہاں اتنے بھکاری دروازے سے باہر تھے جتنے نمازی بھی مسجد میں شاید نہ ہوں۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ واقعی کسی ایشیائی مسلمان ملک میں آگیا ہوں۔

انداز کیجئے مولانا ابوالکلام آزادؒ کا تاثر کس قدر نازک ہے۔ غرضیکہ ہم نے حقوق اللہ اور حقوق العبادُ کا ادا کرنا ترک کر دیا ہے۔ اسی لیے ہمارے معاشرہ میں یہ باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ان امور کے سدِباب کے لیے ہی اسلام نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور زکوٰۃ کا نظام قائم کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام مال کے ساتھ محبت نہیں سکھاتا لیکن مال کے حصول سے روکتا بھی نہیں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق حلال اور جائز ذرائع سے دولت کمائی جائے تو یہ دولت عبادت بن جاتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم زندگی کا کوئی عمل بھی کریں اگر اس میں اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہے وہ عمل خالص دین بن جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں زندگی دین کے مطابق گزارنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

کی طویل اور بھیانک رات نے ہماری سوچ اور فکر کو بھی غارت کر ڈالا اور ہم ایک طرح کی احساس محرومی اور احساس کمتری کا شکار ہو گئے۔ اور ہم یہ سمجھنے لگے کہ یورپ ذہنی اور فکری طور پر ہم سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔ حالانکہ یورپ کی سوچ و فکر اور اس کی بلند پروازی مسلمان اہل علم کی مرہون منت ہے۔ اگر اندلس کا مسلمان جہالت کدہ یورپ کی رہنمائی نہ

کرتا تو آج بھی وہ اسی طرح بھول بھلیوں میں مبتلا ہوتا۔

مزید آپ دیکھیں کہ روس کے انقلاب کی بنیاد انفرادی ملکیت کے حق کو ختم کرنے پر تھی۔ لیکن آج وہی روس اس حق کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ چین ربع صدی گزرنے کے بعد ہی اس حق کو ذہنی طور پر تسلیم کر چکا ہے۔ اس لیے آپ کو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام اپنی صداقت و حقانیت کو ہر کسی سے منوا کر چھوڑتا ہے۔ آج جب کہ ایک مسلمان حکومت بھی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے سنہری اصول پر کام نہیں کر رہی پھر بھی مشرق و مغرب کی بھٹکتی انسانیت اسلامی اصولوں کی روشنی سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ اور اگر ہم صحیح معنوں مسلمان ہو جائیں اور اسلامی احکامات کی پاسداری ہماری زندگی کا مقصد بن جائے اور اسلامی معاشرہ قائم ہو جائے تو جہاں ہم خود امن و چین سے زندگی بسر کر سکیں گے وہاں دنیا کھچا کھچ اسلام کی طرف آ جائے گی اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نقشہ ایک بار پھر سامنے آ جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنی بے عملی کی وجہ سے وہاں اپنی زندگی کو مصیبتوں اور آلام کی آماجگاہ بنا لیا ہے دین فطرت و حق کی ترویج و اشاعت میں ہمارا عمل سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اس لیے ضرورت ہے کہ ہم مومن مخلص بن کر اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں۔ اس طرح جہاں ہم محفوظ ہو جائیں گے وہاں دکھی انسانیت بھی دکھوں سے نجات حاصل کر لے گی۔

ضروری اعلان

خدام الدین کی توسیع اشاعت و وصولی واجبات کے لیے حکیم امیر علی صاحب استغفر اللہ کو سفیر مقرر کیا ہے تمام احباب ان سے بھرپور تعاون فرمائیں۔

(منیجر خدام الدین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منافقت اور اس کا انجام بد

حضرت العلام الشیخ مولینا محمد یوسف بنوری زید مجدہم

آسمانی وحی میں جن بڑے بڑے جرائم کو حق تعالیٰ کے شدید غضب و ناراضی کا سبب قرار دیا گیا ہے، انہیں سے قول و عمل کے تضاد کو بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ صف میں ارشاد ہے

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔

اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

درحقیقت نفاق بھی یہی چیز ہے کہ زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے منافقوں کے لیے سزا اور وعید بھی قرآن کریم میں شدید آئی ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں جائیں گے۔

اسلام کی اصطلاح میں الحاد اور زندیقیت کا بھی یہی مفہوم ہے، چنانچہ فقہاء کرام نے زندیق اسی کو بتایا ہے جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرے اور دل میں کفر چھپائے گویا قول و عمل کے تضاد کا نام نفاق ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں۔

اوّل یہ کہ قلبی اعتقاد تو صحیح ہو مگر عمل دعویٰ کے خلاف ہو یہ نفاق فی العمل ہے۔ دوم یہ کہ دل سے خدا و رسول کی بات پر سرے سے اعتقاد ہی نہ ہو بلکہ صرف ظاہر داری کے لیے ایمان و اسلام کے زبانی دعوے کیے جائیں یہ نفاق اعتقادی کہلاتا ہے جو کفر خالص ہے اور اس کے لیے دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ کی وعید ہے۔ سوم یہ کہ ایک شخص دل میں عقیدہ کفر رکھتا ہو مگر ظاہری طور پر اسلام کا انکار نہ کرے بلکہ بظاہر اسلام کا اقرار کرے اور قرآن و حدیث کے نصوص میں تاویل و تحریف کرکے انہیں اپنے عقائد باطلہ پر چسپاں کرے یہ زندقہ اور الحاد کہلاتا ہے جو نفاق فی التعبیر سے پیدا ہوا اور نفاق کا یہ درجہ سب سے اشد ہے، چنانچہ منافق کی توبہ بالا تفاق مقبول ہے لیکن زندیق کی توبہ بعض علماء کے نزدیک لائق التفات نہیں۔ ان تین مراتب نفاق میں فرق یہ ہے کہ نفاق کی عملی صورت میں ایمان و اعتقاد باقی ہے اور عمل کے بہت سے شعبے بھی موجود ہیں، مگر کسی خاص شعبہ عمل میں نفاق ہے اور نفاق اعتقادی میں نہ ایمان ہے نہ اسلام نہ عقیدہ ہے نہ عمل، صرف ظاہر داری کے لیے دعویٰ ہی دعویٰ ہے یعنی خالص کفر کے باوجود دعویٰ اسلام ہے اور تیسرا مرتبہ اس سے بھی بدتر ہے کہ اسمیں نفاق اعتقادی کے ساتھ نصوص میں تحریف کا اضافہ ہو جاتا ہے گویا خالص کفر کو تاویلات کے ذریعہ اسلام ثابت کیا جاتا ہے۔

الغرض قول و عمل کا تضاد ہو یا نفاق، حق تعالیٰ کے نزدیک بدترین جرم ہے سخط الٰہی کا سبب ہے۔

آج مسلمانوں کا بظاہر عام جرم یہی ہے کہ زبان سے اسلام کا دعوی عام ہے لیکن عمل وہ ہیں جن سے کافر بھی شرمائے افراد و اشخاص ہوں یا حکومتیں ہوں، راعی ہوں یا رعایا آج اس عظیم مصیبت میں مبتلا ہیں۔ نفاق عملی میں تو قریبًا سبھی مبتلا ہیں کہ زبان سے دعوے کچھ کئے جاتے ہیں اور عمل کچھ اور ہوتا ہے لیکن بہت سے لوگ واقعۃً نفاق اعتقادی کے مریض ہیں یعنی وہ مسلمان صرف اس لئے کہلاتے ہیں کہ ان کو مسلمانوں سے واسطہ ہے، ورنہ ان کے دلمیں اسلام نہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی عظمت ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی صداقت کا اعتقاد ہے اور بہت سے لوگ اسلام کی پیمائش نفس و شکم کے پیمانے سے کرتے ہیں گویا انسان کو دینی اسلام کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ خود اسلام کو انسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کے لیے نازل کیا گیا ہے وہ مسلمانوں پہ یہ فرض عائد نہیں کرتے کہ وہ اپنی زندگی اسلام کے سانچے میں ڈھالیں بلکہ وہ اسلام پر یہ فرض عائد کرتے ہیں کہ وہ انسانی خواہشات کے سانچے میں ڈھلتا رہے، یہ موجودہ دور میں زندقہ کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آج عمومی طور پہ مسلمان نفاق عملی یا اعتقادی میں مبتلا ہے آج ہمیں جو ذلت و نکبت نصیب ہورہی ہے درحقیقت اس منافقانہ طرز زندگی کی سزا ہے۔ ماضی قریب میں متحدہ ہندوستان میں ہم نے یہی نعرے لگائے کہ مسلمانوں کے لیے ایک مستقل جداگانہ سرزمین کی ضرورت اسلیئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نفاذ سے اسلام کی حکومت قائم ہو اور سر سے پیر تک اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو۔ اس موقعہ پہ ہم نے بڑے بلند بانگ دعوے کئے تھے کہ حق تعالیٰ کے قوانین عدل کا اجرا ہوگا اسلامی شعائر کا احیا ہوگا۔ اسلامی اتحاد کا خواب پورا ہوگا اسی مقصد کے لیے جلسے کئے۔ جلوس نکالے۔ کوششیں کیں۔ قراردادیں پاس کیں۔ جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانیاں دیں جو کچھ ہوا اور جو کچھ کیا اس کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ بہر حال جدوجہد ٹھکانے لگی۔ حق تعالیٰ نے غلامی کے طویل دور کے بعد آزادی کی نعمت نصیب فرمائی اور ایک بڑی عظیم سلطنت عطا فرمائی۔ ۱۲ کروڑ کی قابل قدر اطاعت شعار فرمانبردار رعیت عطا فرمائی۔ جس نے کارخانے بنائے۔ کاروبار کو ترقی دی۔ مملکت کو آباد کیا اس کو چار چاند لگائے۔ باہر کی دنیا میں اس کا وقار قائم کیا۔ مسجدیں بنائیں۔ مدرسے تعمیر کرائے اور اتنا کمایا۔ کہ اپنے ٹیکسوں سے حکومت کے خزانوں کو معمور کیا۔ اور قوم کی محنتوں سے ملک کہاں سے کہاں پہنچا۔ ماضی و حال کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ غرض دین دنیا کی سعادتوں سے مملکت کو ہم کنار بنایا۔ لیکن جس بنیادی مقصد کا باربار اعلان کیا جاتا تھا۔ کہ اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ اور یوں عالم اسلام سے اتحاد ہوگا۔ اس کے لیے حکومتوں نے کیا کیا؟ اپنے وعدوں کو کہاں تک پورا کیا؟ یہاں کون کون سے اسلامی قوانین جاری کئے؟ کفر و الحاد کو کہاں تک ختم کیا گیا؟ اسلامی معاشرت قائم کرنے کے لیے کیا کیا اقدام کئے گئے؟ ان تمام سوالات کا جواب حسرت ناک نفی میں ملے گا۔ آخر امتحان کا یہ عبوری دور تھا۔ کون سی نعمت تھی جو حق تعالیٰ نے نہ دی ہو؟ کونسی فرصت تھی جو نہ ملی ہو! لیکن واحسرتاہ! کہ ربع صدی سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ مگر پاکستان کے مقصدو جود کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ کونسا وعدہ پورا کیا گیا؟ کونسی اسلامی عدالت قائم ہوئی؟ زانی اور شرابی کو کونسی سزا دی گئی؟ بد اخلاقی کا کیا انسداد کیا گیا؟ ظلم عدوان، رشوت ستانی، کنبہ پروری، بے حیائی و عریانی سود خوری و بدمعاشی کو ختم کرنے کے لیے کونسا قدم اٹھایا گیا؟ بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ سود خواری، شراب نوشی، بداخلاقی اور بے حیائی کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی گئی بلکہ سرکاری ذرائع سے اس کی نشرواشاعت میں

کوئی کسر باقی نہیں اٹھا رکھی گئی۔ بیّنات کے صفحات میں ان دردناک داستانوں کو بار بار دہرایا گیا۔

آخر اس فسق و فجور کی کثرت اور خدا فراموش زندگی کی لعنت سے دشمنان اسلام (ہندوستان امریکہ، روس) کے گٹھ جوڑ سے ایک جھٹکا لگا۔ اور اس بے نظیر مملکت کا ایک حصّہ کاٹ دیا گیا۔ اور بقیہ حصّہ کو شر و فساد، اختلاف و انتشار، ہوش ربا گرانی اور قحط میں مبتلا کردیا گیا امن و امان ختم ہوگیا۔ کسی کی جان محفوظ نہ کسی کا مال محفوظ، نہ کسی کی آبرو محفوظ، بڑی بڑی صنعتیں نیشنلائز کی گئیں مگر نتیجہ صفر۔

زمینداروں اور کسانوں کے درمیان باہم دست و گریبان کی فضا پیدا ہوگئی۔ مزدوری اور کارخانہ داروں کے درمیان بے اعتمادی کی لہر دوڑ گئی۔ حکمرانوں کی عزت و احترام کا جذبہ رعایا کے دلوں سے نکل گیا۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اور کس لئے ہوا؟

جواب صاف اور واضح ہے کہ ہم نے نفاق سے کام لیا۔ اسلام سے روگردانی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کی۔ خدا تعالیٰ کو دھوکا دیا۔ قول و عمل کے تضاد کو شعار بنایا۔ اور منافقانہ زندگی کو اختیار کیا۔

کار ہا با خلق آری جملہ راست
با خدا تزویر و حیلہ کے رواست

آخر حق تعالیٰ کے قانون عدل کا ظہور شروع ہو گیا۔ قرآن کریم بار بار حق تعالیٰ کے اس قانون عدل کا صاف اعلان کرتا ہے کہ جب حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی جائے۔ اور قانون خداوندی کی توہین کی جائے تو اس کا انجام یہی ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں ان سے چھین لی جاتی ہیں۔ اور ان کے بدلے میں عذاب شدید اس قوم پر مسلط کردیا جاتا ہے۔ ارشاد ہے۔

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

اگر شکر کروگے تو تمہیں زیادہ انعام دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین ٥ (الانعام)

پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھول گئے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو ان کو ملی تھیں خوب اترا گئے تو ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا پھر وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے۔

نیز ارشاد ہے۔

وضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت اٰمنۃ مطمئنۃ یأتیھا رزقھا رغداً من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون ٥
(النحل)

اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ بڑے امن و اطمینان میں تھے ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزا چکھایا۔

کیا یہ ارشادات ہماری تنبیہ اور گوشمالی کے لیے کافی نہیں؟ کیا دن بدن ہمارا قدم نحوست و ادبار کی طرف نہیں بڑھ رہا؟ کیا ہم نے خدا کی متواتر نعمتوں کی ناشکری میں کوئی کسر چھوڑی ہے؟ کہاں گئی وہ قرارداد مقاصد جو شیخ الاسلام حضرت عثمانی رح کی کوششوں سے پاس ہوئی تھی؟ کہاں ہے وہ تعلیماتی بورڈ جس پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا گیا تھا؟ کہاں ہے وہ اسلامی کونسل جس پر لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہو رہا ہے؟ کیا یہ سب کچھ نفاق نہیں ہے؟ غضب الٰہی کو دعوت دینے والی کونسی برائی ہے کہ اسکو نہ اپنایا ہو۔ اور نیکی و فلاح و بہبودی کا کونسا کام ہے جسے ہم نے نہ ٹھکرایا ہو! نہ معلوم کہ غفلت کے پردے کب ہٹیں گے اور بدنصیب قوم کا طالع سعید کب طلوع ہوگا!

انسانیت کا نجات دہندہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برطانوی مفکر برنارڈ شا کا شاندار خراج عقیدت

میں نے ہمیشہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا ہے کیونکہ اس کے اندر حیرت انگیز زندگی پائی جاتی ہے میرے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے اندر ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

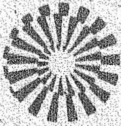
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی نسبت میری پیشین گوئی یہ ہے کہ امروز فردا میں یورپ اسی کو قبول کرے گا۔ اس وقت اس قبولیت کی ابتدا ہو گئی ہے۔ از منہ وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو تعصب کی بنا پر یا جہالت کی بنا پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو نہایت مکروہ رنگ میں پیش کیا تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان کو تربیت ہی ایسی دی جاتی تھی کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہ حیثیت پیغمبر کے اور ان کے فلسفہ زندگی سے بہ حیثیت مذہب کے نفرت کریں۔ ان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عیسیٰ اور عیسائیت کے لئے خطرہ نظر آتے ہیں۔

مگر میں نے اس حیرت انگیز انسان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت عیسیٰؑ اور عیسائیت کا مخالف تو نہیں بلکہ عالم انسانیت کا نجات دہندہ سمجھنا چاہئے۔

مجھے یقین ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا آدمی موجودہ دنیا کا ڈکٹیٹر بن جائے تو اسے موجودہ دنیا کی ان تمام الجھنوں کو سلجھا دینے میں ایسی کامیابی ہوگی کہ دنیا کو جس امن و شادمانی کی اس قدر ضرورت ہے وہ امن و شادمانی دنیا کو حاصل ہو جائے گی۔

دور حاضر کا یورپ تو بہت ہی ترقی کر گیا ہے لیکن انیسویں صدی میں یورپ نے اتنی ترقی حاصل نہیں کی تھی۔ اس وقت بھی یورپ کے اندر کارلائل، گوئٹے اور گبن جیسے ایماندار مفکرین موجود تھے جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی حقیقی قدر و قیمت پہچان لی تھی اور ان کے زمانہ سے اسلام کے ساتھ یورپ کے طرز عمل میں ایک خوشگوار تبدیلی شروع ہو گئی تھی مگر دور حاضر کے یورپ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کے ساتھ زیادہ اُنسیت ہوتی جا رہی ہے بیسویں صدی تک یورپ کی قوم اس معاملہ میں اور زیادہ بڑھ جائیں گے اور یورپ اپنی الجھنوں کو سلجھانے کے باب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی فائدہ رسانی کو محسوس کرے گا۔

خیر یہ تو آئندہ کی بات ہے لیکن اس وقت بھی میرے بہت سے ہم قوموں اور دوسرے یورپین لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ اور اس طرح یورپ نے اسلام کے سامنے سر تسلیم خم کرنا شروع کر دیا ہے۔



آیت کریمہ

۲۷ جون بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد چونگی نمبر ۲۲ راولپنڈی میں صوفی محمد یونس صاحب آیت کریمہ کا ورد کرائیں گے یاد رہے کہ ہر بدھ کو نماز مغرب کے بعد مجلس ذکر اور ہر روز عشاء کے بعد درس قرآن ہوتا ہے۔ (حاجی محمد بشیر)

دعائے مغفرت

میرے ماموں عطا محمد صاحب کی اہلیہ کمالیہ میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور نہایت زاہدہ عابدہ خاتون تھیں۔ قارئین خدام الدین سے مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔ (حاجی محمد بشیر)

فضائلِ تسمیہ

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

پیارے بچو! آؤ آج ہم تمہیں ایک نسخۂ کیمیا بتلاتیں۔ جو خداوند تعالےٰ نے اپنے آخری نبیؐ کی معرفت اوّل یہی سبق دیا۔ کہ ہر کاروبار میں میرا ہی نام لیا کریں اور ہر چیز کا فاعلِ حقیقی اور مؤثر تام جان کر برکت اور استعانت کے لیے مجھ ہی کو یاد کیا کریں۔ سو اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے اور ہر کارِ خیر میں بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم دیا اور یہ بتا دیا کہ جو کام اس سے خالی ہوگا وہ گو عادۃ اللہ کے موافق اپنے اسباب پر مرتب ہو جائے گا مگر اس میں وہ روحانی برکت جو اللہ تعالےٰ سبحانہٗ فاعلِ اصلی کی یاد اور اس کی مدد سے ہوتی ہے وہ نہ ہوگی۔ خدا تعالےٰ ہی سے برکت اور استعانت طلب کی جاتی ہے۔ اسی طرح اس کے نام میں بھی وہی اثر ہے۔ (تفسیر حقانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) ساتھ نام اللہ کے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

بسم اللہ شریف ذکر کرنے والوں کا ذخیرہ ہے، طاقتوروں کی عزت ہے، کمزوروں کی پناہ ہے۔ اہلِ محبت کے لیے نور ہے، اہلِ شوق کے لیے سرور ہے۔ بسم اللہ روحوں کی راحت ہے، جسموں کی نجات ہے، سینوں کا نور ہے، تمام امور کی درستی کا ذریعہ ہے، اہلِ اعتقاد کا تاج ہے، اہلِ وصال کے لیے چراغ ہے، عاشقوں کو بے پرواہ کر دینے والا۔

بسم اللہ نام ہے اس کا جس نے کچھ بندوں کو عزت اور کچھ بندوں کو ذلت دی ہے۔ یہ نام ہے اس ذات کا جس نے اپنے دشمنوں کا دوزخ کو منتظر بنایا اور اپنے دوستوں کے لیے اپنے دیدار کا وعدہ فرمایا۔

بسم اللہ ہر سورت کا آغاز ہے۔ یہ اس خدا کا نام ہے جس کے ذکر سے تنہائیاں پُرلطف ہو جاتی ہیں۔ یہ اس کا نام ہے جس کے نام پر نماز ختم ہوتی ہے، یہ اس کا نام ہے جس پر سب کو حسنِ ظن ہے۔ یہ اس کا نام ہے جس کے لیے آنکھیں بیدار رہتی ہیں۔ یہ اس کا نام ہے جو کسی چیز کے متعلق "کُن" فرماتا ہے تو وہ چیز "فوراً" ہو جاتی ہے۔ یہ نام ہے اس کا جو ہاتھ کے چھونے سے پاک ہے۔ لوگوں سے بے نیاز ہے، قیاس سے بالاتر ہے، ایک ایک حرف کر کے بسم اللہ کہو، ہزار ہزار اجر ملے گا۔ اور سب کے سب تمہارے گناہ مٹ جائیں گے۔ جو شخص زبان سے بسم اللہ کہے گا دنیا اس کی شاہد ہوگی جو دل سے کہے گا آخرت اس کی شاہد ہوگی۔

بسم اللہ ایک ایسا کلمہ ہے جس سے منہ لذت آگیں ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس کی موجودگی میں غم باقی نہیں رہتا۔ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس سے نعمت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو اس امت کے لیے مخصوص ہے۔ یہ ایسا کلمہ ہے جو جلال اور جمال کا مجموعہ ہے — لفظ بسم اللہ جلال در جلال ہے اور الرحمٰن الرحیم جمال در جمال۔ جس نے جلال کو دیکھا فنا ہو گیا اور جس نے جمال کو دیکھا زندہ ہو گیا۔ بسم اللہ ایک ایسا کلمہ جو قدرت اور رحمت کا جامع ہے، قدرت اطاعت گزاروں کی اطاعت کو صحیح رکھتی ہے اور رحمت گنہگاروں کے گناہوں

سخنہائے گفتنی

یونس قنوجی

کوئی بجلی گراؤ، گل بداماں سے کہتا ہے
کہیں سے لو تو اٹھے، شعلہ سامانوں سے کہتا ہے

دلیلِ مردہ ذوقی ہے، بگولوں سے کم آمیزی
مآلِ عافیت کوشی حدی خوانوں سے کہتا ہے

ہر اک گرمیِ سرور، گرمیِ محفل نہیں ہوتا
طلب ناپختہ، غیرت کوش پروانوں سے کہتا ہے

مذاقِ شعلہ گامی ہی امیں ہے حسنِ منزل کا
یہ نکتہ کارواں کے رہبرِ سامانوں سے کہتا ہے

جنوں کا بانکپن، بجلی کی رَو، موجوں کی بے تابی
ہیں وجہِ امتیازِ شوق، دیوانوں سے کہتا ہے

قفس کی تیلیاں فریاد کے شعلوں سے جلتی ہیں
قتیلِ خوشنوائی، زمزمہ خوانوں سے کہتا ہے

مری صحرا نوردی کو نہ دعوت دیں شبستاں کی
فروغِ شمع کے محتاج ایوانوں سے کہتا ہے

جگر کاوی مری ممنونِ مرہم ہو یہ ناممکن!
غمِ سود و زیاں کے تنگ دامانوں سے کہتا ہے

ترستی ہے فضائے آسماں ضربِ "ہوالحق" کو
حرم کے شہ نشیں، تسبیح گردانوں سے کہتا ہے

شگفتِ گل کے ہوتے ہی رہیں گے حادثے پیہم
نظر کے بھی ہیں کچھ آداب، دیوانوں سے کہتا ہے

فقط عنواں کی سرخی زیبِ لوحِ دل نہیں بنتی
مجھے یونس، غزل پیما، زباں دانوں سے کہنا ہے